# الجزائر

مولانا محمد انیس رشید صاحب

"عالم ناتمام" کے تحت اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس بار "الجزائر" کا تعارف ہدیہ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

الجزائر شمالی افریقہ میں واقع ہے جس کے شمال میں بحیرہ روم، مشرق میں تیونس، جنوب میں نائجیریا اور مالی اور مغرب میں مراکش واقع ہے، جغرافیائی لحاظ سے یہ افریقہ اور یورپ کے درمیان گزرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے اور رقبہ کے لحاظ سے افریقہ کے بڑے ملکوں میں سے ایک ہے، اس کا زیادہ تر حصہ (بالخصوص جنوب) صحرا پر مشتمل ہے۔ الجزائر کا صرف تین فیصد رقبہ قابل کاشت ہے، اس میں بھی پورے سال فصلیں نصف فیصد سے بھی کم علاقے میں بوئی جاتی ہیں۔ یہاں کا شمالی علاقہ کافی زرخیز ہے اور آبادی کے لحاظ سے بھی کافی گنجان ہے چنانچہ پورے ملک کی ۹۱ فیصد آبادی انھیں علاقوں میں آباد ہے۔ باقی الجزائر پہاڑی اور ریگستانی علاقوں پر محیط ہے۔ الجزائر کی قابل کاشت زمین میں سے اکثر حصے میں زیتون اور گیہوں کی فصلیں ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں تیل کی دریافت کی وجہ سے الجزائر کا شمار تیل کے وافر مقدار میں ذخائر رکھنے والے ممالک میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے تیل پیدا کرنے والے ممالک کی تنظیم "اوپیک" کی رکنیت بھی اسے حاصل ہے۔ الجزائر کی آبادی ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ ہے، یہاں کی ۴۷ فیصد آبادی شہروں میں اور ۵۳ فیصد دیہاتوں میں رہائش پذیر ہے۔ یہاں خواندگی کی شرح ۵۷ فیصد ہے۔ کرنسی کا نام دینار اور زبانیں عربی، فرانسیسی اور بربر بولی جاتی ہیں۔ یہاں کی زراعت میں انگور، گندمی جو، آلو، ٹماٹر، پیاز، کھجور، سنگترہ، تربوز اور زیتون قابل ذکر ہیں۔ الجزائر کے تجارتی ساتھی اٹلی، امریکا، فرانس، اسپین اور جرمنی ہیں۔

الجزائر میں اسلام ریاست کا سرکاری مذہب ہے تاہم مذہب اور ریاست کا تعلق یہاں بہت پیچیدہ رہا ہے۔ یہاں کی سوشلسٹ حکومت نے ماضی میں کبھی مذہبی قوتوں کو ابھرنے کا موقع نہیں دیا اور فوج کی مدد سے ان کو کچلنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ بہت سے سرکاری ملازمین محض اس وجہ سے ڈاڑھی نہیں رکھتے کہ ان پر اسلام پسندی کا لیبل نہ لگ جائے اور انھیں نوکری سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔

الجزائر کے سیاسی نظام میں فوج کا کردار نہایت اہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں جو بھی حکومت بنی، اس میں زیادہ تر حصہ مسلم افواج ہی کا تھا۔ فوج کسی ایسی حکومت کو برداشت نہیں کرتی جو اس کی مخالف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آزادی کے بعد سے ۱۹۸۹ء تک فوج نواز جماعت نیشنل لبریشن فرنٹ کی حکمرانی رہی ہے۔ جب کہ دیگر جماعتوں کی حکومتوں کو مختلف جواز بنا کر برطرف کر دیا جاتا رہا ہے۔

الجزائر میں اسلام کی آمد ساتویں صدی عیسوی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی جب مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر یہاں آئے اور بازنطینی (رومی) سلطنت کے جبر و تشدد سے یہاں کے لوگوں کو نجات دلائی، اس سے پہلے بسنے والے بربر باشندے ایک عرصے تک رومی سلطنت کے استحصال اور استبداد کے پنجے تلے زندگی بسر کر رہے

تھے۔ مقامی باشندے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئے اور حیات ابدی میں فائزالمرام ہونے کا سامان حاصل کر لیا۔ یہاں کے باشندوں نے اسپین پر حملہ کرنے کے لیے آنے والے قافلہ حجاز کا بھرپور ساتھ دیا اور جس دولت سے خود مالامال ہوئے تھے، اسی دولت سے اسپین والوں کو بھی مالامال کرنے میں بھرپور تعاون کیا، حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کے بعد الجزائر مختلف خاندانوں اور تحریکوں کے ہاتھ منتقل ہوتا رہا جن میں دو تحریکیں ''مرابطون'' اور ''موحدون'' زیادہ مشہور ہوئیں، گیارھویں صدی عیسوی میں ۱۰۸۷ء تک مرابطیوں نے شمال میں الجزائر سے لے کر جنوب میں سینگال تک وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا، بعدازاں موحدوں نے اسلامی اندلس (اسپین) پر بھی اپنا تسلط قائم کر کے اسے اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔

۱۴۹۲ء میں اسپین کے عیسائیوں نے اندلس کی آخری سلطنت غرناطہ پر قبضہ کیا اور مسلمانوں کو اندلس سے نکالنے لگے تو مسلمان شمالی افریقہ میں پناہ گزین ہونے کے لیے جہازوں پر سوار ہوتے، ان پر سمندر میں چھاپے مارے جاتے، ان مسلمانوں کی حفاظت وامداد میں جن مجاہدوں نے جان کی بازی لگائی ان میں عروج اور ان کے بھائی خیر الدین کو ممتاز مقام حاصل ہے جو تاریخ میں ''باربروسہ برادران'' کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اندلس کے ساحل اور جزیروں سے اٹھا اٹھا کر شمالی افریقہ بھی پہنچاتے اور ان پر حملہ کرنے والے جہازوں کو بھی ڈبوتے تھے، اس وجہ سے اہل فرنگ نے ان کا نام ''بحری قزاق'' رکھ دیا۔

۱۵۱۰ء میں اسپین نے بندگاہ الجزائر پر قبضہ کر لیا، بندرگاہ سے تقریباً تین سو گز کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اس پر اسپینی فوج نے ایک مستحکم قلعہ بنا کر توپیں نصب کر دیں جن کا رخ بندرگاہ کی طرف تھا۔ عروج نے الجزائریوں کی درخواست پر اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا، عروج کو ۱۵۱۸ء میں شہید کر دیا گیا تو ان کے بھائی خیر الدین باربروسہ نے مرحوم بھائی کا منصب سنبھالا اور پھر اپنا علاقہ سلطنت عثمانیہ کے حوالہ کر دیا۔ دیگر یورپی ممالک کی طرح فرانس بھی الجزائر کے داخلی انتشار کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذموم استعماری مقاصد کی خاطر اس پر قبضہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہا اور کسی مناسب وقت پر حملہ کرنے کی ٹھان لی۔ بالآخر فرانس کو الجزائر پر حملہ کرنے کا مناسب موقع مل گیا اور ۱۸۳۰ء میں اس نے الجزائر کے خلاف باقاعدہ جنگ شروع کر دی جس کا الجزائر دفاع نہ کر سکا۔ اگرچہ اس وقت فرانس کا الجزائر پر قبضہ ہو گیا تھا، تاہم وہاں کے عوام نے اس قبضہ کو کبھی تسلیم نہیں کیا، نتیجہ یہ نکلا کہ الجزائری باشندوں نے ایک طویل عرصہ تک فرانس کے شکنجے سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں سانس لینے کی جدوجہد جاری رکھی، الجزائر کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس نے اگرچہ الجزائر پر ایک سو تیس سال سے زیادہ عرصہ وہاں کے باشندوں کی مرضی کے خلاف تسلط قائم رکھا، تاہم چین وسکون سے حکومت نہیں کر سکا۔ الجزائری باشندوں نے کبھی بھی فرانسیسی استعمار کو قبول نہیں کیا اور مسلسل اور انتھک جدوجہد جاری رکھی، الجزائریوں کا جذبہ حریت اس قدر توانا رہا کہ فرانس نے ہمیشہ اس نوآبادی کی طرف خصوصی توجہ دی اور یکے بعد دیگرے اٹھنے والی تحریکوں کے خلاف فرانس کو ہمیشہ تیار رہنا پڑا، ایک تحریک سست یا ختم ہو جاتی تو اس کی کوکھ سے دوسری تحریک جنم لیتی، ہر زمانے میں تحریکوں کے نام بدلتے رہے اور تحریکوں کے قائدین شہید ہو جاتے یا ان کا انتقال ہو جاتا تو ان کی جگہ دوسرے لوگ لے لیتے اور نئے سرے سے جدوجہد شروع کر دیتے۔ فرانسیسی استعمار سے الجزائر کو آزاد کرنے کے لیے کبھی سید محی الدین حسین آتے تو کبھی ان کے فرزند ناصر الدین عبدالقادر حسین آتے، ایسا بھی ہوتا کہ حکومت فرانس ان قائدین کے آگے گھٹنے ٹیکنے لگتی، تاہم موقع ملنے پر بدعہدی کر لیتی، الجزائر کی تحریک آزادی کے بڑے ناموں میں سے ایک نام امیر خالد کا بھی آتا ہے، الجزائر میں تحریک آزادی کا سلسلہ چلتا رہا، پرانے لوگ جاتے رہے، نئے لوگ ان کی جگہ لیتے رہے، اسی

دوران جنگ عظیم اول آئی اور ختم ہو گئی۔ ابھی لوگ جنگ عظیم اول کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں سے ہی آزاد نہیں ہوئے تھے کہ جنگ عظیم دوم چھڑ گئی، بالآخر وہ بھی ختم ہو گئی اور دنیا نے سکھ کا سانس لیا، تاہم الجزائری حریت پسندوں کی جدوجہد ختم ہوئی نہ فرانس نے الجزائریوں کے اوپر سے مظالم کا سلسلہ بند کیا، صرف ستر (۷۰) کے قریب فرانسیسی جاگیردار پانچ لاکھ ایکڑ الجزائری زمین کے مالک تھے، بینک کاری، جہازی رانی، کانیں، ذرائع نقل و حمل، مواصلات، زراعت، صنعت و حرفت، ان سب پر فرانس کا مکمل کنٹرول تھا، ساٹھ فیصد الجزائریوں کو باقاعدہ بھیک مانگنے والے فقیروں کے زمرے میں رکھا جاسکتا تھا۔

جنگ عظیم دوم کے بعد الجزائریوں کی تحریک مزاحمت ایک مرتبہ پھر زوروں پر تھی اور پورا ملک فرانسیسی استعمار کے خلاف لاوا بنا ہوا تھا کہ فرانسیسیوں نے تحریک کو دبانے کے لیے آبادیوں پر فضا سے بم باری کی اور بہت سے ساحلی علاقے نذر آتش کر دیے گئے۔ تقریباً پچاسی ہزار الجزائری مرد و زن شہید ہو گئے۔ ان بمباریوں اور آتش و آہن کی بارش نے الجزائری عوام کے لیے مہمیز کا کردار ادا کیا اور ان کا جذبہ حریت مزید توانا اور تندرست ہو گیا، اسی دوران الجزائر میں تیل دریافت ہوا تو فرانس کے منہ میں پانی آگیا اور اس نے الجزائریوں کی تحریک آزادی کو ہر قیمت پر کچل دینے کی ٹھان لی، تاہم اسے ناکامی ہوئی، بالآخر جولائی ۱۹۶۲ء میں الجزائر کو ایک سو بتیس (۱۳۲) سال کے بعد فرانس نے آزاد کر دیا، آخری دور میں تقریباً دس لاکھ الجزائری شہید کیے گئے اور پانچ لاکھ سے زیادہ لوگوں نے تیونس اور مراکش کی طرف ہجرت کی۔ الجزائر کا شاید ہی کوئی مسلم گھرانہ بھی صحیح سلامت بچا ہو جس کا کوئی فرد نہ شہید ہوا ہو اور نہ پناہ گزیں بنا ہو۔ تاہم الجزائریوں نے بھی کس قدر مقابلہ کیا، اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس جنگ میں ایک لاکھ کے قریب فرانسیسی فوجی اہلکار ہلاک ہوئے۔

الجزائر کے عوام نے فرانسیسی استعمار سے نجات حاصل کرنے کے لیے طویل جدوجہد کی ہے۔ فرانسیسی استعمار سے نجات ملی تو یہ لوگ دوسری مصیبت میں گھر گئے۔ یہاں کے عوام اب بھی خوشحالی اور چین و سکھ کو ترس رہے ہیں، الجزائری فوج نے فرانسیسی استعمار کی جگہ لے لی اور عوام آزادی سے پہلے کی طرح اب بھی یرغمال بنے ہوئے ہیں، پہلے فرانسیسیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اب حکومت اور عوام کا براہ راست تصادم ہے۔ الجزائری عوام بنیادی طور پر اسلام پسند ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ الجزائر اسلامی احکام کے تابع ایک ریاست بنے تاہم فوج عوام کی اس خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچنے میں حائل ہے۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں یہاں ایک دفعہ عوام کو حق رائے دہی استعمال کرنے کی اجازت مل گئی تھی جسے عوام نے بھرپور طریقے سے استعمال کیا اور فوج کے نہ چاہتے ہوئے عوام نے اسلام پسند جماعت "اسلامک سالویشن فرنٹ" کو کامیابی سے ہمکنار کیا تو فوج نے اسی جماعت کو حکومت سازی کا موقع دینے کی بجائے انتخابات کو کالعدم قرار دے کر مذکورہ جماعت پر پابندی عائد کر دی اور اس وقت سے اب تک فوج اقتدار سے چمٹی ہوئی ہے، اگرچہ وقتاً فوقتاً فوج الیکشن کرواتی ہے تاہم اپنی مرضی کے مطابق نتائج حاصل کر کے اپنے خاص مہروں سے حکومت سازی کروا کے دنیا کے لوگوں کے سامنے یہ تاثر دیتی ہے کہ یہاں کی حکومت عوام کی منتخب ہے اور فوج کا یہاں حکومت میں کوئی کردار نہیں، تاہم اب بھی الجزائر میں فوج نے اسلام پسندوں کے لیے طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں، فوج اور عوام کے درمیان دس بارہ سال سے جاری تصادم کے نتیجے میں اب تک ۷۵ ہزار سے زیادہ الجزائری عوام قربان ہو چکے ہیں..... معلوم نہیں یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟

☆☆☆